# عورت گوهر هستی

تالیف: ولی امر مسلمین سید علی خامنه ای دامت برکاته

مرکز کتاب بینی

مرکز کتاب بینی

# عورت گوہر ہستی

تالیف: ولی امر مسلمین سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ

1

## مغربی تہذیب میں عورت کا مقام

مرکز کتاب بینی

# دعائے مطالعہ

اللّٰهُمَّ أَخْرِجْنِي مِنْ ظُلُماتِ الْوَهْمِ

اے معبود تو مجھ کو وہم کی تاریکیوں سے نکال

وَأَكْرِمْنِي بِنُورِ الْفَهْمِ

اور عقل و فہم کے نور سے مجھے شرف عطا فرما

اللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنا أَبْوابَ رَحْمَتِكَ

اے معبود تو ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے

وَانْشُرْ عَلَيْنا خَزائِنَ عُلُومِكَ

اور اپنے علوم کے خزانے ہم پر نچھاور کردے

بِرَحْمَتِكَ يا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اپنی رحمت کے ساتھ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

# مغربی تہذیب میں عورت کا مقام

## مغربی ادب میں عورت کی مظلومیت

سب سے پہلے مغربی معاشرے کی مشکلات اور مغربی ثقافت کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں، اُس کے بعد اسلام کی نظر بیان کروں گا۔ اہل مغرب، عورت کے مزاج کی شناخت اور صنفِ نازک سے برتاو میں افراط و تفریط کا شکار رہے ہیں۔ بنیادی طور پر عورت کے بارے میں مغرب کی نگاہ دراصل غیر متوازن اور عدم برابری کی نگاہ ہے۔ آپ مغرب میں لگائے جانے والے نعروں کو ملاحظہ کیجئے، یہ کھوکھلے نعرے ہیں اور حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ ان نعروں سے مغربی ثقافت کی شناخت ممکن نہیں بلکہ مغربی ثقافت کو اُن کے ادب میں تلاش کرنا چاہیے۔ جو

لوگ مغربی ادب، یورپی معاشرے کے اشعار، ادبیات، ناول، کہانیوں اور اسکرپٹ سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ مغربی ثقافت میں قبل از قرون وسطیٰ کے زمانے سے لے کر اس صدی کے آخر تک عورت کو دوسرا درجہ دیا گیا ہے۔

جو فرد بھی اس حقیقت کے خلاف دعویٰ کرتا ہے وہ حقیقت کے خلاف بولتا ہے۔ آپ شیکسپیئر کے ناول کو دیکھئے، آپ ملاحظہ کریں گے کہ اس ناول میں اور بقیہ مغربی ادب میں صنف نازک کو کن خیالات، کس زبان اور کس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مغربی ادب میں مرد، عورت کا سراد، مالک اور صاحب اختیار ہے اور اس ثقافت کی بعض مثالیں اور آثار آج بھی باقی ہیں۔

آج بھی جب ایک عورت، مرد سے شادی کرتی ہے اور اپنے شوہر کے گھر میں قدم رکھتی ہے تو حتی اُس کا خاندانی نام (یا اُس کے اصلی نام کے ساتھ اُس کا دوسرا نام) تبدیل ہو جاتا ہے اور اب اُس کے نام کے ساتھ شوہر کا نام لیا جاتا ہے۔ عورت جب تک شادی نہیں کرتی وہ اپنے خاندانی نام کو اپنے نام کے ساتھ استعمال کرتی ہے لیکن جب وہ شوہر دار ہو جاتی ہے تو عورت کا خاندانی نام، مرد

کے خاندانی نام میں تبدیل ہو جاتا ہے، یہ ہے اہل مغرب کی رسم! لیکن ہمارے ملک میں نہ تو یہ رسم کبھی تھی اور نہ آج ہے۔ (ہمارے معاشرے میں) عورت اپنے خاندان (میکے) کے تشخص کو اپنے ساتھ شادی کے بعد بھی محفوظ رکھتی ہے۔ یہ مغرب کی قدیم ثقافت کی نشانی ہے کہ مرد، عورت کا آقا اور مالک ہے۔

یورپی ثقافت میں جب ایک عورت اپنے تمام مال و منال کے ساتھ شادی کرتی تھی اور شوہر کے گھر میں قدم رکھتی تھی تو نہ صرف یہ کہ اُس کا جسم، مرد کے اختیار میں ہوتا تھا بلکہ اُس کی تمام

ثروت و دولت جو اُس کے باپ اور خاندان (میکے) کی طرف سے اُسے ملتی تھی، شوہر کے اختیار میں چلی جاتی تھی۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس کا انکار خود اہلِ مغرب بھی نہیں کرسکتے کیونکہ یہ مغربی ثقافت کا حصہ ہے۔ مغربی ثقافت میں جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں قدم رکھتی تھی تو درحقیقت اُس کے شوہر کو اُس کی جان کا بھی اختیار ہوتا

تھا! چنانچہ آپ مغربی کہانیوں، ناولوں اور یورپی معاشرے کے اشعار میں ملاحظہ کریں گے کہ شوہر ایک اخلاقی مسئلے میں اختلاف کی وجہ سے اپنی بیوی کو قتل کر دیتا ہے اور کوئی بھی اُسے سرزنش نہیں کرتا! اسی طرح ایک بیٹی کو بھی اپنے باپ کے گھر میں کسی قسم کے انتخاب کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

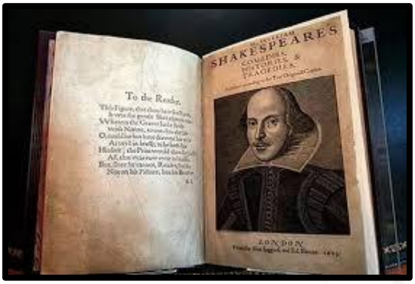


البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اُسی زمانے میں مغربی معاشرے میں مرد و خواتین کا طرز زندگی ایک حد تک آزاد تھا لیکن اِس کے باوجود شادی کا اختیار اور شوہر کا انتخاب صرف باپ کے ہاتھ میں تھا۔ شیکسپیئر کے اِسی ناول میں جو کچھ آپ دیکھیں گے وہ یہی کچھ ہے کہ ایک لڑکی کو شادی پر مجبور کیا جاتا ہے، ایک عورت اپنے شوہر کے ہاتھوں قتل ہوتی ہے اور آپ کو ایک ایسا گھر نظر آئے گا کہ جس میں عورت سخت دباو میں گھری ہوئی ہے، غرض جو کچھ بھی ہے وہ اِسی قسم کا ہے۔ یہ ہے مغربی ادب و ثقافت! موجودہ نصف صدی تک مغرب کی یہی ثقافت رہی ہے۔ البتہ انیسویں صدی کے اواخر میں وہاں آزادی نسواں کی تحریکیں چلنی شروع ہوئی ہیں۔

## یورپی عورت کی آزادی کے مغرضانہ مادّی عوامل

محترم خواتین اور خصوصاً جوان لڑکیاں کہ جو اِس مسئلے میں فکر کرنا چاہتی ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ بھرپور توجہ کریں۔ سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ جب یورپ میں خواتین کا ”حق مالکیت“ معین

کیا گیا جیسا کہ یورپی معاشرتی ماہرین کی تحقیقاتی سروے رپورٹ کہ پتہ چلتا ہے، اس لیے تھا کہ مغرب میں صنعت و جدید ٹیکنالوجی کی آمد کے زمانے میں کارخانوں اور ملوں نے رونق حاصل کی تھی اور انہیں مزدوروں کی سخت ضرورت تھی مگر مزدور کم تھے اور کارخانوں کو مزدوروں کی ایک بڑی تعداد درکار تھی۔ اِسی لیے انہوں نے خواتین کو کارخانوں کی طرف کھینچ اور اُن کی طاقت و توانائی سے استفادہ کیا۔ البتہ خواتین مزدوروں کو دوسروں کی بہ نسبت کم تنخواہ دی جاتی تھی، اُس وقت اعلان کیا گیا کہ عورت کو مالکیت کا حق حاصل ہے! بیسویں صدی کے اوائل میں یورپ نے خواتین کو ”حق مالکیت“ دیا۔ یہ ہے خواتین کے بارے میں مغرب کا افراطی، غلط اور ظالمانہ رویہ۔

## جلتا ہوا مغربی معاشرہ!

اس قسم کے افراط کے مقابلے میں تفریط بھی موجود ہے۔ جب اُس گھٹن کے ماحول میں خواتین کے حق میں اس قسم کی (ظاہراً) پُرسود تحریک شروع ہوتی ہے تو ظاہری سی بات ہے کہ دوسری طرف سے خواتین تفریط کا شکار ہوتی ہیں۔ لہٰذا آپ ملاحظہ کریں گے کہ ان چند دہائیوں میں خود آزادی نسواں کے نام پر مغرب میں کئی قسم کی برائیوں، فحاشی و عریانی اور بے حیائی نے جنم لیا اور یہ سب برائیاں بتدریج رواج پیدا کرتی گئیں کہ جن سے خود مغربی مفکرین بھی حیران و پریشان ہیں۔ آج مغربی ممالک کے سنجیدہ ،

مصلح، خرد مند اور سینے میں دل و تڑپ رکھنے والے افراد اِس جنم لینے والی موجودہ صورتحال سے حیران و پریشان اور ناراض ہیں لیکن وہ اِس سیلاب کا راستہ روکنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے خواتین کی خدمت کرنے کے نام پر اُن کی زندگی پر ایک بہت کاری ضرب لگائی ہے، آخر کیوں؟ صرف اِس لئے کہ مرد و عورت کے درمیان تعلقات میں اس لااُبالی پن، برائیوں اور فحاشی و عریانی کو فروغ دینے اور ہر قسم کی قید و شرط سے دور مرد و خواتین کی آزادی اور طرز معاشرت نے

گھرانے کی بنیادوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ وہ مرد جو معاشرے میں آزادانہ طور پر اپنی شہوت کی تشنگی کو بجھا سکے اور وہ عورت جو سماج میں بغیر کسی مشکل اور اعتراض کے مردوں سے مختلف قسم کے روابط بر قرار کر سکے، گھر کی چار دیواری میں یہ مرد نہ ایک اچھا شوہر ثابت ہو گا اور نہ ہی یہ عورت ایک اچھی اور بہترین و وفادار بیوی بن سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں گھرانے کی بنیادیں مکمل طور پر تباہ ہو گئیں ہیں۔

موجودہ زمانے کی سب سے بڑی بلاوں میں سے ایک بلا و آفت ”گھرانے کے مسائل“ ہیں کہ جس نے مغربی ممالک کو اپنے پنجوں میں جکڑا ہوا ہے اور انہیں ایک بدترین قسم کی نامطلوب حالت سے دوچار کر دیا ہے۔ لہٰذا ایسے ماحول و معاشرے میں اگر کوئی خاندان اور گھرانے کے بارے میں نعرہ لگائے (اور اپنی منصوبہ بندی کا اعلان کرے) تو وہ اہل مغرب خصوصاً مغربی خواتین کی نگاہوں میں ایک مطلوب و محبوب شخص ہے، لیکن کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگ مغربی معاشرے میں خاندان اور گھرانے کی بنیادوں کے تزلزل سے سخت نالاں اور پریشان ہیں اور افسوس کے ساتھ

کہنا پڑتا ہے کہ وہاں کے عائلی نظام نے وہ چیز جو مرد و خواتین بالخصوص خواتین کے لئے امن و سکون کا ماحول فراہم کرتی ہے، اپنے ہاتھوں سے کھو دی ہے۔ بہت سے گھرانے اور خاندان تباہ و برباد ہوگئے ہیں، بہت سی ایسی خواتین ہیں جو زندگی کے آخری لمحات تک تنہا زندگی بسر کرتی ہیں، بہت سے مرد ایسے ہیں جو اپنی پسند کے مطابق خواتین حاصل نہیں کر پاتے اور بہت سی ایسی شادیاں ہیں کہ جو اپنے نئے سفر کے ابتدائی چند سالوں میں ہی جدائیوں اور طلاق کا شکار ہو جاتی ہیں۔

ہمارے ملک میں موجود خاندان اور گھرانے کی جڑیں اور محکم بنیادیں، آج مغرب میں بہت کم مشاہدہ کی جاتی ہیں۔ مغربی معاشرے میں ایسے خاندان بہت کم ہیں کہ جہاں دادا، دادی، نانا، نانی، نواسے، نواسیاں، پوتے، پوتیاں، چچازاد بہن بھائی اور خاندان کے دیگر افراد ایک دوسرے سے واقف ہوں، ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں اور آپس میں تعلقات رکھتے ہوں۔ وہاں ایسے خاندان بہت کمیاب ہیں اور وہ ایسا معاشرہ ہے کہ جہاں میاں بیوی بھی ایک گھر کے لئے لازمی و ضروری پیار و محبت سے عاری ہیں۔ یہ وہ بلا ہے جو غلط کاموں کو انجام دینے اور ایک طرف سے افراط اور دوسری طرف سے اُس کے مقابل سر اٹھانے والی تفریط کے نتیجے میں اُس معاشرے پر مسلط ہوئی ہے اور اِس کا سب سے زیادہ نقصان مغربی خواتین کو ہوا ہے۔[۱]

---

۱ تہران کے آزادی جیم خانہ میں خواتین کی ایک بڑی کانفرنس سے خطاب